تازہ اطلاع:- جنیوا ۹ مئی (بذریعہ تار) حضور ایدہ اللہ آج مع اہلبیت بخیریت جنیوا پہنچ گئے۔ طبیعت بفضلہ اچھی ہے۔ کل زیورچ روانہ ہونگے۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ — Regd. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء
عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

فی پرچہ ۲ آنے

یوم شنبہ ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۷۴ھ

جلد ۴۴/۹ | ۱۰ ہجرت ۱۳۳۴ھش * ۱۰ مئی ۱۹۵۵ء | نمبر ۱۱۲

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا بیروت میں ورود

"حضور کی صحت خدا کے فضل سے بہتر ہے"

ربوہ (بذریعہ تار) چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ قائمقام پرائیویٹ سیکرٹری بیروت سے ۸ مئی کو شام کے ۷ بجے تار دیتے ہیں کہ:

"حضرت امیر المومنین بیروت پہنچ گئے ہیں۔ مقامی جماعت نے بڑے اخلاص سے استقبال کیا۔ حضور کی صحت خدا کے فضل سے بہتر ہے۔ اتوار کی صبح کو جنیوا (سوئٹزرلینڈ) کی طرف ہوائی جہاز کے ذریعہ روانگی ہوگی"۔

اس سے قبل مورخہ ۶ مئی کو مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ نے حضور ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق دمشق سے حسب ذیل تار ارسال فرمائی۔ "حضرت صاحب خدا کے فضل سے بخیریت ہیں" احباب حضور کی خیریت اور صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خاص دعائیں جاری رکھیں۔

دمشق سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا ذاتی خط

احباب جماعت کے نام دعا اور سلام کا پیغام

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

آج کی ڈاک سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا ایک ذاتی خط دمشق سے موصول ہوا ہے۔ اس خط میں چونکہ حضور نے اپنی موجودہ صحت کے حالات لکھے ہیں اور دمشق کی مخلص جماعت کا بھی ذکر فرمایا ہے اور احباب جماعت اور عزیزوں کے نام سلام اور دعاؤں کا پیغام بھی بھیجا ہے۔ لہٰذا دوستوں کی تسلی اور دعاؤں کی تحریک کے لئے حضور کا یہ خط الفضل میں اشاعت کے لئے بھجوا رہا ہوں۔ احباب جماعت حضور کی خیریت اور کامل شفایابی اور کامیاب بامراد واپسی کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

(والسلام)

خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۷ مئی ۱۹۵۵ء)

دمشق ۵۵-۵-۳

عزیزم مرزا بشیر احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آج دمشق آئے تیسرا دن ہے۔ ہوائی جہاز میں تو اس حادثہ کے سوا کہ اس کے کمبل گلوبند کی طرح چھوٹے عرض کے تھے اور کسی طرح بدن کو نہیں ڈھانک سکتے تھے خیریت رہی۔ سردی کے مارے میں ساری رات جاگا اور پھر وہم ہونے لگا کہ شاید مجھے دوبارہ حملہ ہوا ہے۔ چوہدری ظفر اللہ خاں ساری رات مجھے کمبلوں سے ڈھانکتے رہے۔ مگر یہ ان کے بس کی بات نہ تھی آخر جب میں بہت نڈھال ہو گیا۔ تو میں نے چوہدری صاحب کی طرف دیکھا جو ساتھ کی کرسی پر تھے۔ تو ان کا چہرہ مجھے بہت نڈھال نظر آیا اور مجھے یہ وہم ہو گیا کہ چوہدری صاحب بھی بیمار ہو گئے ہیں اب یہ دو وہم جمع ہو گئے۔ ایک یہ کہ مجھ پر دوبارہ فالج کا حملہ ہو گیا۔ اور دیگر یہ کہ چوہدری صاحب بھی بیمار ہو گئے۔ اس سے تکلیف بہت بڑھ گئی۔ آخر میں نے منور احمد سے کہکر نیند کی دوائی منگوائی۔ چوہدری صاحب نے قہوہ منگوا کر دیا۔ وہ گرم گرم پیا ایک اسپرین کی پڑیا کھائی۔ تو پھر جاکر نیند آئی اور ایسی گہری نیند آئی کہ جب چوہدری صاحب صبح کی نماز پڑھ چکے تو میں جاگا چوہدری صاحب نے عذر کیا کہ آپ کی بیماری اور بے چینی کی وجہ سے میں نے آپ کو نماز کے لئے نہیں جگایا۔ بہرحال قضائے حاجات کے بعد کرسی پر نماز ادا کی اور پھر ناشتہ کیا۔ اتنے میں روشنی ہو چکی تھی دور دور سے عرب اور شام کی زمینیں نظر آ رہی تھیں بہرحال بقیہ سفر نہایت عمدگی سے کٹا اور ہم سات بجے دمشق پہنچ گئے۔ ایروڈروم پر دمشق کی جماعت کے احباب تشریف لائے ہوئے تھے جو سب بہت اخلاص سے ملے۔ برادرم منیر الحصنی بھی جماعت کے ساتھ تشریف لائے ہوئے تھے ایروڈروم کے ہال میں جاکر بیٹھ گئے جہاں پاکستان کے منسٹر بھی چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کے ملنے کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے مستورات کے لئے برادرم سید بدر الدین حصنی جو منیر الحصنی صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں کی مستورات تشریف لائی ہوئی تھیں۔ وہ مستورات کو گھر لے گئیں پیچھے پیچھے ہم بھی پہنچ گئے۔ محبت اور اخلاص کی وجہ سے بدر الدین صاحب حصنی نے سارا گھر ہمارے لئے خالی کر دیا ہے۔ اس وقت بھی ہم اس میں ہیں جس محبت سے یہ سارا خاندان ہماری خدمت کر رہا ہے۔ اس کی مثال پاکستان میں مشکل سے ملتی ہے۔ برادرم سید بدر الدین حصنی شام کے بہت بڑے تاجر ہیں۔ لیکن خدمت میں اتنے بڑھے ہوئے ہیں کہ اپنے اخلاص کی وجہ سے وہ خادم زیادہ نظر آتے ہیں رئیس کم نظر آتے ہیں۔ یہاں چونکہ سردی بہت ہے اور یورپ کی طرح heating system نہیں ہے۔ مجھے سردی کی وجہ سے تکلیف زیادہ ہو گئی ہے۔ یہاں کے قابل ڈاکٹر کو بلایا گیا۔ جس کے معائنہ کو دیکھکر معلوم ہوا کہ وہ واقعی قابل ہے۔ فرانس کا پڑھا ہوا ہے۔ بعض امور جو تجربہ سے بیماری کو بڑھانے والے معلوم ہوتے تھے ان کو اس نے بڑی جلدی اخذ کر لیا۔ منور احمد نے بتایا کہ جب ہم ڈاکٹر کو فیس دینے لگے تو سید منیر الحصنی صاحب نے بڑے زور سے روکا یہ ہمارا خاندانی ڈاکٹر ہے ہم اسکو سالانہ فیس ادا کرتے ہیں اس کو فیس نہ دیں اس سے معلوم ہوا کہ یہاں بھی بڑے خاندان یورپ کی طرح ڈاکٹروں کو ماہانہ یا سالانہ فیس ادا کرتے ہیں اور ہر دفعہ آنے پر الگ فیس نہیں دی جاتی۔ اب یہ پروگرام ہے کہ انشاء اللہ سات تاریخ کو ہم بیروت جائیں گے اور آٹھ کو اٹلی روانہ ہوں گے۔ چوہدری صاحب انشاء اللہ ساتھ ہی ہوں گے۔ ان کی ہمراہی بہت تسلی اور آسائش کا موجب رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے دلوں میں ایسی محبت کا پیدا کرنا محض اللہ تعالیٰ کا ہی کام ہے انسان کی طاقت نہیں۔ اسلئے ہم اللہ تعالیٰ کے ہی شاکر ہیں کہ اس نے ہمارے لئے وہ کچھ پیدا کر دیا جو دوسرے انسانوں کو باوجود ہم سے ہزاروں گنے طاقت رکھنے کے حاصل نہیں۔ ایک دن لیان بھی شدید دورہ ہوا تھا مگر خدا کے فضل سے کم ہو گیا۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ ایسے ملک میں جہاں پر heating system ہوتا ہے ہمارے لئے بہت ایک حد تک

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

کافی فائدہ ہوگا۔ جو حملہ یہاں آکر ہوا وہ زیادہ تر دماغی تھا۔ یعنے جسم پر حملہ ہونے کی بجائے دماغ پر لگتا تھا۔ بڑی سخت گھبراہٹ تھی۔ اس وقت یہ دل چاہتا تھا۔ کہ اڑ کر اپنے وطن چلا جاؤں۔ مگر مجبوری اور معذوری تھی۔ ادھر علاج کا مقام بھی بہت قریب آگیا تھا۔ اس لئے عقل کہتی تھی۔ اب سفر کی غرض کو پورا کرو۔ شائد اللہ تعالےٰ کلی صحت ہی عطا فرما دے۔ اور جسم آئندہ کام کے قابل ہو جائے۔ انشاء اللہ اب ہم آٹھ یا نو تاریخ کو تار یا خط کے ذریعہ سوئٹزرلینڈ سے اپنے حالات لکھیں گے۔ احباب دعاؤں میں مشغول رہیں۔ کیونکہ علاج کا مرحلہ تو اب قریب آرہا ہے۔ اس سے پہلے تو سفر ہی سفر تھا۔ سب احباب جماعت احمدیہ اور عزیزوں اور رشتہ داروں کو سلام علیکم۔

مرزا محمود احمد

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۵۵ء

الحاد کے مقابلہ کے لئے اتحاد

بعض علمائے اسلام نے ایک مشترکہ بیان شائع کیا ہے۔ جس میں انہوں نے چند اصولوں کے مطابق اشتراک عمل کا گویا باہم عہد کیا ہے۔ اس بیان کے شروع میں وہ وجوہات بھی پیش کی ہیں۔ جن کی وجہ سے انہیں یہ اقدام کرنا پڑا ہے۔ اصل الفاظ ذیل میں بجنسہ درج کر دیئے جاتے ہیں۔ تاکہ قارئین کے سامنے تمام مسئلہ پوری طرح آجائے۔

"اب یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ پورے ملک میں ایک خاص منصوبے کے ماتحت اور نہایت منظم انداز میں مختلف گوشوں سے ایسی قوتیں پوری شدت کے ساتھ ابھر رہی ہیں۔ جن کے پیش نظر امت محمدیہ کے بنیادی اور مسلمہ حقائق کی جڑوں پر تیشہ چلانا، اسلامی اقدار کو فنا کرنا، اہل علم و اہل دین کے خلاف عوام میں نفرت و حقارت کا جذبہ پیدا کرنا، دلوں سے شعائر اسلامی کی عظمت ختم کر کے ان کی ہتک اور توہین کے لئے ذہنوں کو تیار کرنا، اسلامی اخلاق کی بنیادوں کو منہدم کر کے لوگوں میں فحاشی بے حیائی۔ تماش بینی اور جنسی بے راہ روی کے رجحانات کو تقویت بہم پہنچانا۔ مختلف دینی جماعتوں کو ایک دوسرے سے دست و گریبان کر کے اسلام کی مجموعی قوت کو ختم کرنا اور اس ملک کو جو کتاب و سنت کے تقاضوں کی تکمیل کے لئے بنایا گیا تھا لادینیت کے تباہ کن راستے پر ڈال دینا معلوم ہوتا ہے۔

ان حالات میں اس امر کی ضرورت پوری شدت کے ساتھ سامنے آگئی ہے۔ کہ وہ تمام افراد تمام حلقے اور تمام جماعتیں جو کتاب و سنت کو مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی اساس سمجھتی ہیں۔ اور اس ملک کی وہ فکری وحدت جس پر اس کی تشکیل ہوئی تھی برقرار رکھنا اور اسی بنیاد پر اس کی تعمیر و ترقی کی جدوجہد کرنا اپنا نصب العین اور فریضہ تصور کرتے ہیں۔ اپنی تمام توجہات اختلافی مسائل سے یکسر ہٹا کر اسلام کی بنیادوں کی مدافعت اور ان کے استحکام پر صرف کریں۔ اور اس بات کا عزم صمیم کر لیں۔ کہ کم از کم اس وقت تک جب تک کہ اباحیت پسندی اور بے دینی و الحاد کے اس طوفان کا زور ٹوٹ کر فضا معمول پر نہ آجائے وہ اپنی توجہات فروعی اور اختلافی مسائل پر صرف کرنے کے بجائے اس حملہ کی مدافعت پر صرف کریں گے۔ جو دین کی بنیادوں پر کیا جا رہا ہے۔"

(الاعتصام لاہور ۲۹ اپریل ۱۹۵۵ء)

یہ درست ہے کہ اس زمانہ میں نہ صرف پاکستان اور نہ صرف تمام اسلامی ممالک میں بلکہ تمام دنیا کے ممالک میں الحاد پھیل رہا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بعض صورتوں میں اس نے نہایت منظم صورت اختیار کر رکھی ہے۔ اور بطور ایک نظریہ کے جس کی پشت پر سائنسی فلسفہ اور مادی قوتیں ہیں نمودار ہو رہا ہے۔ چنانچہ مغربی طاقتیں تمام کی تمام دین کی ہی نہیں بلکہ اخلاقی اقدار کی بھی منکر ہیں۔ اور اگرچہ روس کے سوا بظاہر یہ اقوام اللہ تعالےٰ کا نام بھی لیتی ہیں اور مذہب و اخلاق کا بھی ذکر کرتی ہیں۔ لیکن دراصل یہ تمام طاقتیں صرف مادی قوت کی قائل ہیں جس نے اس وقت دو صورتیں اختیار کر رکھی ہیں "جنگی قوت" اور "اقتصادی قوت" یہ دونوں قوتیں اس وقت دنیا میں کارفرما ہیں۔ اور اگر کہیں رواداری، اخلاق قیام امن۔ اللہ تعالےٰ کا ذکر بھی کیا جاتا ہے تو محض انہی دو قوتوں کے نقطۂ نظر سے کیا جاتا ہے۔ اور ان ہی متذکرہ قوتوں کو اور تقویت دینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً امریکہ اگر ایٹمی قوت میں ترقی کرتا ہے جس کا مطلب ایٹم بم بنانا ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ میں ایسا دنیا میں قیام امن کی خاطر کرتا ہوں۔ یا مذہبی اور اخلاقی اقدار کی حفاظت کے لئے ایسا کرتا ہوں۔ لیکن اس سے اس کی اصل غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ دنیا اس کی قوت سے خائف رہے۔ اور کمزور اقوام اس سے ایسے تجارتی تعلقات قائم رکھیں۔ جس سے اس کی اپنی اقتصادی قوت بڑھتی چلی جائے۔

یہ صرف ایک مثال ہے ورنہ حقیقت یہی ہے۔ کہ اس وقت تمام اقوام خواہ کمزور ہوں یا طاقتور اسی فکر میں لگی ہوئی ہیں۔ کہ ان کے پاس "جنگی قوت" اور "اقتصادی قوت" وافر ہو جائے۔ آج بہت کم ایسے لوگ دنیا میں ملتے ہیں۔ جن کو روحانی یا کم سے کم اخلاقی قوت پر اعتماد رہا ہو۔ بے شک دنیوی اسباب پر عوام کا بھروسہ ایک پرانا مرض ہے لیکن موجودہ دنیا میں یہ ایک نہایت منظم صورت میں نمودار ہوا ہے۔ اور ڈر ہے کہ اس سے دنیا ضرور کسی روز تباہی کا دن دیکھے گی۔

۲۔ اس طرح پاکستان بھی الحادی جراثیم سے مبرا نہیں۔ اور متذکرہ علمائے اسلام کو جو احساس ہوا ہے۔ وہ بنیادی طور پر بالکل صحیح ہے۔ اور یہ احساس کوئی آج ہی پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ جب سے یورپ میں احیائے علوم کی تحریک چلی ہے۔ اور ان اقوام نے دنیا میں خروج کیا ہے اسی وقت سے دین و اخلاق سے تعلق رکھنے والوں نے اس کو محسوس کیا ہے۔ اور اسی وقت سے وہ اس کا مقابلہ کرتے چلے آئے ہیں۔ اور یہ نہ صرف علمائے اسلام بلکہ تمام مذاہب کے علماء خاصکر عیسائی علماء کرتے آئے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ الحادی قوتیں بڑھتی ہی چلی گئی ہیں۔ اور مذہبی اور دینی محاذ کمزور ہی ہوتا چلا گیا ہے۔

دور جانے کی ضرورت نہیں ہندوستان ہی کو لے لیجئے۔ اور ان تمام تحریکوں کا مطالعہ کیجئے۔ جو "حفاظت اسلام" کے لئے اٹھائی گئیں۔ بے شک بعض مکتبوں نے علمی لحاظ سے بڑے بڑے کارنامے بھی سرانجام دیئے ہیں۔ لیکن صرف مسلمان قوم کو ہی لیا جائے۔ تو آج یہ حالت ہوئی ہے کہ ان علماء کو ایک متحدہ محاذ بنانے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے بے شک اس سے پہلے بھی متحدہ محاذ بنائے گئے ہیں۔ اور جمعیت العلماء کی طرح کی انجمنیں اس پر شاہد ہیں۔ اور بے شک بہت جدوجہد بھی کی گئی ہے۔ مگر ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

کی مصداق ہو رہی ہے۔

ان علمائے اسلام نے جو بیان شائع کیا ہے۔ اور جو ارادہ ظاہر کیا ہے بالکل درست ہے۔ لیکن پیشتر اس کے کہ یہ اشتراک عمل کی کارروائی شروع کی جائے۔ یہ سوچ لینا ضروری ہے۔ کہ جو حدود انہوں نے مقرر کئے ہیں۔ کہاں تک وسیع ہیں۔ اور جو طریق کار انہوں نے تجویز کیا ہے۔ دنیا کے موجودہ حالات میں وہ کہاں تک قابل عمل ہے؟ اور اس کا کیا نتیجہ پیدا ہوگا۔ اس سے پہلے جو ایسی تنظیمیں معرض وجود میں آئی ہیں۔ وہ کیوں ناکام ہوتی رہی ہیں۔ اور کیا وجہ ہے کہ انتہائی مقابلہ اور انتہائی جدوجہد کے باوجود اسلامی ممالک خاصکر اب پاکستان میں وہ قوتیں بڑھتی چلی گئی ہیں۔ جو دین و مذہب کے اصولوں کے خلاف ہیں؟ انہیں اس بات کو بھی سوچنا چاہیئے۔ کہ جو کچھ وہ قلم سے یا زبان سے فرما رہے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی اور چیز تو نہیں جو ان کے پیش نظر ہے۔ اور جس کو وہ نوک زبان یا نوک قلم پر نہیں لا سکتے؟ دینی جماعتوں سے کیا مطلب ہے؟ کیا صرف خاص لیبلوں والی جماعتیں ہی دینی جماعتیں ہیں۔ یا اس سے تمام وہ جماعتیں مراد ہیں۔ جو واقعی دین میں دلچسپی لیتی ہیں۔ اور اسی کے لئے دل سے کام کر رہی ہیں؟ ہم کل انشاء اللہ اس امر کی مزید وضاحت کریں گے۔ اور دکھائیں گے کہ یہ بیان جہاں بنیادی طور پر اچھا ہے۔ وہاں تفصیلی طور پر نہایت مبہم بلکہ مشکوک ہے۔ اور خطرہ ہے کہ موجودہ صورت میں بجائے تمام اسلامی عناصر میں اتحاد کی روح پیدا کرنے کے یہ اشتراک مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کا باعث ہوگا۔

درخواست دعا

کل فالج زدہ چھوٹی بچی امۃ المتین کو کتے نے کاٹا ہے اسے پیر ہسپتال لاہور برائے علاج لے گئے ہیں احباب اس کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔ احمد حسین کاتب الفضل

جماعت ہائے سیلون کی کامیاب سالانہ کانفرنس

از جناب سکرٹری صاحب تبلیغ سیلون بوساطت وکالت تبشیر

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی توجہات کے نتیجہ میں اس سال کی ابتداء میں جماعت احمدیہ سیلون کی تنظیم کے ایک نئے باب کا آغاز ہوا۔ اور اس کی تنظیم کو مضبوط کرنے کے لئے پہلی سالانہ کانفرنس ۱۰ اپریل ۱۹۵۵ء کو احمدیہ باغ ملحقہ مسجد احمدیہ پنگومبو میں منعقد ہوئی۔ جس میں احباب نے بڑے ذوق و شوق سے حصہ لیا۔

جلسہ کا اعلان ۱۰ دن قبل ہی کر دیا گیا تھا۔ انگریزی کے ایک کثیر الاشاعت روزنامہ نے اسے بطور خبر شائع کیا اور بعض اور اخبارات نے بھی اس کا ذکر کیا۔ بیرونجات میں بذریعہ ڈاک ۳۰۰ سے زائد دعوت نامے بھجوائے گئے۔ جس کے نتیجہ میں باہر کے کئی مقامات سے احمدی اور غیر احمدی احباب تشریف لائے۔ اور مختلف رنگ میں سب نے فائدہ اٹھایا۔ کولمبو اور پنگومبو کی خواتین بھی شامل ہوئیں۔ پنگومبو کے خدام نے جلسہ کے انتظامات میں حصہ لیا۔ جلسہ گاہ اور دیگر انتظامات ان کی نگرانی میں سرانجام پائے۔

پہلا اجلاس صبح ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک ہوا۔ تلاوت قرآن کریم برادرم ایم کے میراں خان صاحب نے کی۔ اور بعدہ صاحب صدر جناب ایم۔ ایم عبد القادر صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سیلون نے جلسہ کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ احمدیہ جماعت کے قیام کی غرض بھی یہ تھی۔ کہ دنیا کو جو اصل راہ سے ہٹ چکی ہے۔ دوبارہ صراط مستقیم پر لایا جائے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی آمد کی غرض صرف اور صرف یہ تھی۔ کہ خالق اور مخلوق کا رشتہ قائم ہو۔ اور شریعت اسلامیہ دنیا میں پھیلے۔

بعدہ جناب عبد الحمید صاحب پریذیڈنٹ پنگومبو جماعت و ایڈیٹر "السلامیہ سبورین" نے "کیا مسیح صلیب پر فوت ہوئے" پر تقریر کی۔ اور تفصیل سے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کس طرح ان کو بچا کر کشمیر میں بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے لائی۔ جہاں ان کی قبر اب تک محفوظ ہے۔

اس کے بعد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر مبلغ سیلون نے تقریر کرتے ہوئے بتایا "ہماری مشکلات کا حل اسلام کر سکتا ہے یا کمیونزم؟" کمیونزم کی تاریخ بتاتے ہوئے ان کے اہم اصول مع نتائج کے بیان کئے جس کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ آج تک کہیں بھی کمیونزم حقیقی رنگ میں عمل میں نہیں آئی۔ اور اگر کبھی آئی تو مشکلات بڑھ جائیں گی کیونکہ اس میں انسان کی مادی خواہشات کا سامان تو کیا گیا ہے۔ مگر اخلاقی اور روحانی اقتدار کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اور انسان کی انفرادیت کو بالکل ملیامیٹ کر کے رکھ دیا گیا ہے۔ اس کے مقابلہ میں اسلامی تعلیم میں پہلے تو اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور اس کی محبت عامہ کو پیش کیا گیا ہے اور ساتھ ہی انفرادی جدوجہد کا راستہ ترقی کے لئے کھلا ہے۔ اسلام نے مال کے ذرائع کو اس قدر جکڑ دیا ہے۔ کہ ایک حقیقی مسلمان خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو بے جا ضائع نہیں کر سکتا۔ اور اگر آج دنیا اسلام کے اقتصادی نظام کو اپنا لے تو یہ مشکلات دور ہو جائیں گی۔

تیسری تقریر جناب مولوی محمد تمیم صاحب انوری (آف E.P.) کی "امام مہدی کی آمد" پر تھی۔ جناب مولوی صاحب سیلون کے عالموں میں سے ایک بلند پایہ عالم ہیں۔ اور آپ ۱۹۴۷ء میں قادیان تشریف لے گئے تھے۔ اور وہاں دو سال تک مرکز کی برکات سے مستفید ہونے کے بعد واپس آئے تھے۔ آپ نے قرآن مجید اور احادیث نبوی سے واضح کیا کہ مسلمانوں کی ترقی امام مہدی کے دامن سے وابستہ ہے۔ اور وہ موعود امام مہدی صرف اور صرف حضرت مرزا صاحب بانی سلسلہ احمدیہ ہی ہیں

یہاں کی اہم زبان سنہالی (Sinhalese) میں برادرم محمود احمد صاحب نے "اسلام ہی زندہ مذہب ہے" پر تقریر فرمائی۔ اور قرآنی آیات سے یہ ثابت کر دیا۔ کہ آج اسلام کی حیات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور اسی طرح آپ نے بدھ مت کی کتب سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی خبر کو واضح کیا۔

۱۲ بجے پہلا اجلاس ختم ہوا۔ مردوں اور عورتوں کے علاوہ بچوں نے بھی دلچسپی سے تقریریں سنیں۔ بعدہ ظہر و عصر کی نمازیں باجماعت ادا کی گئیں۔ پھر کھانا کھایا گیا۔

اس عرصہ میں لجنہ اماء اللہ نے اپنی الگ میٹنگ کی۔ جس میں عورتوں سے متعلقہ مضامین پر ہماری دو بہنوں نے تقریریں کیں

دوسرا اجلاس

دوسرا اجلاس ۲ بجکر ۳۰ منٹ پر زیر صدارت جناب عبد القادر صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سیلون شروع ہوا تلاوت قرآن کریم برادرم ابو الحسن اور اردو نظم برادرم حکیم فضل الٰہی صاحب نے سنائی۔ بعدہ مبلغ سیلون نے جلسہ کے مقصد پر روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ کس طرح اخوت اسلامی کی تجدید احمدیت کے ذریعہ سے ہوئی ہے۔ جس کا واضح ثبوت وہ محبت بھرے پیغامات ہیں۔ جو ہمارے احمدی بھائیوں نے قادیان، امریکہ، کراچی، بمبئی، سکندرآباد، مدراس اور ربوہ سے اس موقعہ کے لئے بھجوائے ہیں۔ سیلون کے دور کے علاقوں سے بھی بعض احباب کی تاریں آئیں ہیں یہ سب پیغامات حاضرین کو سنائے گئے۔

اس کے بعد جناب احمد صاحب سکرٹری جماعت سیلون نے گزشتہ سال کی رپورٹ پیش کی۔ جس میں بتایا گیا۔ کہ تحریک جدید کے زیر اہتمام مشن کھلنے کے بعد احمدیت کس رنگ میں یہاں ترقی کر رہی ہے۔ جو خدمات ہم نے لٹریچر، لیکچروں اور خدمت خلق کے ذرائع سے کی ہیں۔ ان کا ذکر تفصیل سے کیا گیا۔ اور مالی حساب بھی پیش کیا۔ جس میں یہ واضح کیا گیا۔ کہ گزشتہ ۱۴ ماہ میں ۱۹ ہزار سے زائد رقم احباب نے جماعت کے مختلف فنڈوں میں دی۔ مالی حسابات کی کاپیاں سب میں تقسیم کی گئی تھیں۔

اس کے بعد جناب مولوی محمد تمیم صاحب انوری نے جماعت احمدیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتی ہے کے موضوع پر تقریر کی۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متعدد تحریریں پڑھ کر سنائیں۔ جن سے واضح ہوتا تھا کہ ہر احمدی کے لئے خاتم النبیین پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور دشمن کا یہ الزام کہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) خاتم النبیین نہیں مانتے صریحاً غلط بیانی ہے۔

آخری تقریر سے قبل بچوں کا پروگرام تھا۔ نیگومبو میں دینی تربیت کا سکول ہے جہاں بچوں کو اہم مسائل اور روزمرہ کی ضروریات کے متعلق اسلامی تعلیم یاد کرائی جاتی ہے۔ قرآن مجید اور دوسرے اہم مسائل نماز و روزہ عملی رنگ میں سکھائے جاتے ہیں۔ بچوں نے قرآن مجید کی تلاوت تامل نظم۔ اردو نظم۔ سورۂ فاتحہ کا ترجمہ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر تقریریں کر کے احباب کو محظوظ کیا

آخری تقریر جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر کی "خدا تعالیٰ کی ہستی" پر تھی۔ آپ نے موجودہ فلاسفروں کے اعتراضات کے جوابات دیتے ہوئے ہستی باری تعالیٰ کے وجود پر عام فہم رنگ میں دلائل دیئے۔ اور اس امر پر روشنی ڈالی کہ خدا تعالیٰ کو اس کی صفات کے ذریعہ سے شناخت کیا جا سکتا ہے۔ جس کی ایک اہم صفت "عالم الغیب" ہے۔ جس کے تحت انبیاء کی پیشگوئیاں آتی ہیں۔ پھر آپ نے تفصیل سے بتایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح مکہ کا وعدہ کن حالات میں پورا ہوا۔ یہ پیشگوئیاں صاف بتاتی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی قادر ہستی موجود ہے۔ اور ہمارے اس زمانہ میں بھی اس حقیقت کا ظہور ہو رہا ہے ۱۸۸۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کے نتیجہ میں "پیشگوئی مصلح موعود" ظاہر ہوئی تھی آج ہم ہی نہیں دشمن بھی معترف ہیں کہ وہ پیشگوئی از حد مخالف حالات کے باوجود پوری ہو چکی ہے۔ آخر میں صاحب صدر نے سب احباب کا شکریہ ادا کیا اور لمبی دعا کے بعد جلسہ بخیر و خوبی شام کو برخواست ہوا۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ باشندگان سیلون کے دلوں کو کھولے اور ہماری کمزور آواز کو برکت عطا فرمائے تاکہ ہم دنیا کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہوں۔ اللھم آمین

رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۵۴ء — منگوالیں —

جماعتوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۵۴ء چھپ چکی ہے۔ جو نمائندگان مشاورت ۱۹۵۵ء پر تشریف لائے۔ ان میں سے بعض تو رپورٹ لے گئے تھے۔ لیکن جن جماعتوں کو اب تک نہ ملی ہو وہ کسی آنے جانے والے شخص کے ذریعہ دفتر ہذا سے منگوالیں۔ تو مناسب ہے۔ تا ڈاک کے خرچ کی کفایت رہے۔

(پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

اسلامی آئین اور علمائے پاکستان کی ذمہ داریاں

(۲)

(از مکرم مولوی محمد احمد صاحب ثاقب مولوی فاضل پروفیسر جامعۃ المبشرین ربوہ)

حضرت امام ابوحنیفہ رح کے خلاف فتویٰ

حضرت امام صاحب کے مقام اور درجہ سے کون واقف نہیں ہے۔ ان کی فقہ آج بھی اسلامی ممالک کے لئے مشعل راہ کا کام دیتی ہے۔ لیکن ان کے خلاف یہ فتویٰ لگایا گیا۔ کہ وہ قیاس اور استدلال کو حدیث پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور اس پر اپنے فتووں کی بنیاد رکھتے ہیں۔ خلیفہ ابوجعفر منصور کو ان کے خلاف اکسایا گیا۔ ان کو قید کرایا گیا۔ کوڑے لگوائے گئے۔ اور بعض روایات کے مطابق ان کو زہر دیکر مارا گیا۔

حضرت امام شافعی رح کے خلاف فتویٰ

ان کو رافضی اور بے دین قرار دیا گیا۔ ان کے مرنے کی دعائیں کی گئیں۔ علماء عراق و مصر نے ان کے خلاف ایسی ایسی تہمتیں لگائیں۔ کہ جن کی بناء پر ان کو یمن سے دار السلام (بغداد) تک بے حرمتی اور بے عزتی سے قید کرکے بھیجا گیا۔ ہر اعلیٰ آدمی ملامت اور گالیاں دیتے جاتے تھے۔ اور وہ ان میں بے کسی اور بے بسی کے عالم میں سر جھکائے جاتے تھے۔

حضرت امام مالک کے خلاف فتویٰ

آپ پچیس سال تک جمعہ وجماعت کے لئے باہر نہ نکل سکے۔ ذلت سے قید کئے گئے۔ اس بیدردی سے مشکیں باندھی گئیں۔ کہ ہاتھ بازو سے اکھڑ گیا۔ خلفاء بنو عباسیہ کا یہ دستور تھا۔ کہ وہ بیعت لیتے وقت یہ عہد بھی لیتے تھے۔ کہ اگر میں یہ بیعت دل سے نہیں کر رہا۔ تو میری بیوی کو طلاق۔ تب مدینہ میں خروج کا مسئلہ چھڑا۔ تو لوگوں نے اپنے اس معاہدے کا ذکر حضرت امام مالک رح سے کیا۔ امام صاحب نے فتویٰ دیا۔ کہ یہ جبری طلاق ہے۔ اور "طلاق المکرہ لیس بشیٔ" کہ جبری طلاق نہیں پڑتی۔

چنانچہ خلیفہ وقت کے پاس آپ کے خلاف شکایت کی گئی۔ اس بناء پر آپ کو اونٹ پر سوار کرا کر کہا گیا۔ کہ آپ اس مسئلہ کی صحت سے انکار کریں۔ لیکن امام صاحب نے اونٹ پر کھڑے ہو کر کہا۔ کہ جو مجھے جانتا ہے۔ جانتا ہے۔ جو نہیں جانتا وہ جان لے۔ کہ میں مالک انس کا بیٹا ہوں۔ اور صاف صاف کہتا ہوں۔ طلاق المکرہ لیس بشیٔ۔ اس پر آپ کو ستر کوڑے مارے گئے۔ اور قید میں رکھے گئے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رح کے خلاف فتویٰ

آپ ۲۸ ماہ قید میں رہے۔ بھاری بھاری زنجیریں آپ کے پاؤں میں ڈالی گئیں۔ ذلیل کرنے کی غرض سے آپ کو مجلسوں میں بلایا جاتا۔ لوگ ان کو طمانچے مارتے۔ منہ پر تھوکتے۔ اور ہر شام کو جیل سے نکال کر کوڑے مارے جاتے۔ اور یہ سب کچھ اس لئے تھا۔ کہ وہ ایک مسئلہ میں اس زمانہ کے علماء سے متفق نہ تھے۔

ایک دردمند دل

مصنف الیواقیت والجواہر نے نہایت دردمند دل کے ساتھ ان علماء کے کارناموں کو گنوایا ہے۔ اور اس کے لئے اپنی کتاب میں ایک الگ باب باندھا ہے۔ جس میں خلفائے راشدین۔ ائمہ مجتہدین اور صوفیا کرام کے متعلق علمائے زمانہ کے سلوک کی تفصیل بیان کی ہے۔ ائمہ مجتہدین کے متعلق علماء کا رویہ وہ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

اما الائمۃ المجتھدون فلا یخفی ما قاساہ الامام ابوحنیفۃ مع الخلفاء وما قاساہ الامام مالک واستخفاہ خمسا وعشرین سنۃ لا یخرج لجمعۃ ولا جماعۃ و کذالک ما قاساہ الامام الشافعی من اھل العراق ومن اھل مصر وکذالک لا یخفی ما قاساہ الامام احمد بن حنبل من الضرب والحبس وما قاساہ البخاری حین اخرجوہ من بخاری الی خرتنک .... ونفوا ابا یزید البسطامی سبع مرات من بسطام بواسطۃ جماعۃ من علمائھا وشیعوا ذالنون المصری من مصر الی بغداد مقیدا مغلولا وسافر معہ اھل مصر یشھدون علیہ بالزندقۃ۔

(الیواقیت والجواہر جلد ۱ صفحہ ۱۳)

ترجمہ: ائمہ مجتہدین سے جو سلوک علماء زمانہ نے کیا ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ خصوصاً جو کچھ حضرت امام ابوحنیفہ نے اپنے وقت کے خلفاء سے برداشت کیا۔ جو کچھ حضرت امام مالک نے برداشت کیا۔ آپ کو پچیس برس تک گھر سے باہر نکل جمعہ اور باجماعت نماز نصیب نہ ہوئی۔ اس طرح جو کچھ حضرت امام شافعی کو اہل عراق اور اہل مصر سے برداشت کرنا پڑا۔ اور جس طرح حضرت امام احمد بن حنبل کو پیٹا گیا۔ اور قید کیا گیا۔ اور حضرت امام بخاری کو بخارا چھوڑ کر خرتنگ کی طرف ہجرت کرنا پڑی۔ اسی طرح ان لوگوں نے حضرت بایزید بسطامی کو سات مرتبہ بسطام سے جلاوطن کیا۔ اور اس کے جواز میں اپنے وقت کے علماء سے فتوے حاصل کئے۔ ذالنون مصری کو مصر سے قید کرکے اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر بغداد کی طرف لے جایا گیا۔ اور آپ کے ساتھ مصر کے علماء کو بھی بھیجا گیا۔ جو عوام کو آپ کے بے دین اور زندیق ہونے کے متعلق آگاہ کرتے تھے۔

مصنف الیواقیت والجواہر نے مشہور صوفی حضرت ابوبکر نابلسی کے متعلق علماء کا جو کردار بیان کیا ہے۔ اس کو پڑھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ علماء نے امام ابوبکر نابلسی کو ان کے علم وفضل کے باوجود زندیق اور بے دین ہونے کا فتویٰ لگایا۔ اور مصر کے بادشاہ کو اس کے الحاد کی اطلاع دی۔ چنانچہ ان علماء کے فتویٰ کی بناء پر بادشاہ وقت نے آپ کو الٹا لٹکا کر کھال اتار دینے کا حکم صادر کیا۔ جس وقت بادشاہ کے حکم کی تعمیل میں آپ کی کھال اتاری جا رہی تھی۔ آپ اس حالت میں بھی بلند آواز سے "قرآن مجید کی تلاوت فرماتے جاتے تھے"!

(الیواقیت والجواہر جلد ۱ صفحہ ۱۳)

غرض ان علماء سوء کی تکفیر بازی کا میدان اس قدر وسیع اور عریض ہے۔ کہ اس کا استقصاء ایک خاکی انسان کے لئے مشکل بلکہ محال ہے۔ میں ایسے حضرات کی آگاہی کے لئے صرف اس قدر کہوں گا۔ کہ تکفیر کا فتویٰ کوئی ایسا مشکل مرحلہ نہیں ہے۔ جو آسانی سے میسر نہ آسکتا ہو۔ موجودہ علماء میں سے کونسا عالم ہے۔ جو اپنے آپ کو کفر کے فتوے سے محفوظ سمجھتا ہے۔ کیا سرسید احمد خاں صاحب۔ محمود شاہ صاحب شیخ الاسلام نذیر حسین صاحب دہلوی۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب۔ و شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب اور دیگر علماء بریلی و دیوبند پر بڑی آسانی کے ساتھ کفر کے فتوے نہیں لگائے گئے؟ ہمارے علماء کے پاس صرف ایک ہی ہتھیار تھا۔ جس کو اس قدر ارزاں کر دیا گیا۔ کہ طلب و رسد کے اصول کے ماتحت اب بین الاقوامی مارکیٹ میں اس کی کچھ بھی قدر و قیمت نہیں رہی۔ بلکہ الٹا اب تو بعض جماعتیں یا بعض افراد اپنی صداقت کی دلیل ہی یہ پیش کرنے لگے ہیں۔ کہ ان پر علماء زمانہ نے کفر کے فتوے لگائے ہیں۔ اور ماضی کی تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ ہر سچے امام یا مجتہد پر علماء زمانہ نے کفر کے فتوے لگائے ہیں۔ اگر علماء اس جنس کی اتنی ارزانی نہ کرتے اور اپنے فتووں کو برمحل اور برموقع استعمال کرتے۔ تو ہم ان کے فتووں کو اچھے اور برے سچے اور جھوٹے کو پرکھنے کے لئے بطور کسوٹی کے استعمال کر سکتے۔

علماء سوء کا دوسرا کارنامہ جھوٹی احادیث وضع کرنا

علماء سوء نے جہاں تکفیر بازی کے ہتھیار کو استعمال کرکے نان و نفقہ کے دقیق مسئلہ کو حل کیا۔ وہاں خلفاء اور بادشاہوں کے درباروں سے انعام واکرام حاصل کرنے کے لئے اور ان کو خوش کرنے کی یہ سبیل نکالی۔ کہ ان کے رجحانات اور عادات کا جائزہ لیکر ان کے حق میں بعض فرضی حدیثیں وضع کر ڈالیں۔ اور انہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کرکے خلفاء کی مجلسوں میں پڑھنی شروع کیں۔ جس کے صلہ میں بڑے بڑے انعامات حاصل کئے۔

چنانچہ اصول حدیث کی مشہور کتاب نخبتہ الفکر میں ایسی وضعی حدیثوں کے تذکرے کے ماتحت ایک عجیب وغریب مثال بیان کی گئی ہے۔ جو درج ذیل کی جاتی ہے۔

کما وقع لغیاث بن ابراھیم حیث دخل علی المھدی فوجدہ یلعب بالحمام فساق فی الحال اسنادا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا سبق الا فی نصل او خف او حافر او جناح - فزاد فی الحدیث او جناح فعرف المھدی انہ کذب لاجلہ فامر بذبح الحمام -

(نخبۃ الفکر مطبوعہ مصر صفحہ ۲۰)

ترجمہ: وضعی حدیثوں کے سلسلہ میں ایک حدیث غیاث بن ابراہیم کی ہے۔ ایک دفعہ وہ خلیفہ مہدی کے پاس گیا۔ اور دیکھا کہ خلیفہ وقت کبوتر اڑا رہے ہیں۔ اس درباری عالم نے جھوٹ ایک حدیث وضع کی۔ اور اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا۔ اور وہ حدیث یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ مندرجہ ذیل چیزوں میں مسابقت کی روح کا پایا جانا بہت افضل ہے (اول) تیر اندازی (دوم) اونٹوں کی دوڑ (سوم) گھڑ دوڑ۔ (چہارم) کبوتر بازی۔ اس روایت میں عالم مذکور نے رسول اللہ کی حدیث میں چوتھی چیز کا اضافہ خود ہی کر لیا۔ لیکن خلیفہ مہدی سمجھ گیا۔ کہ اس نے اس کو خوش کرنے کے لئے جھوٹ بولا ہے۔ اس لئے کبوتر کو ذبح کرنے کا حکم دے دیا۔

یہ ایک تیر تھا۔ جو ایک سرکاری عالم نے چلایا۔ لیکن بدقسمتی سے وہ تیر خطا گیا۔ لیکن موقعہ شناس علماء کسی موقعہ کو بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک اور عالم نے اس موقعہ کو غنیمت جانا۔ اور ایک اور حدیث گھڑ ڈالی جس کا متن یہ ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللعب بالحمام من عمل قوم لوط۔

(تذکرۃ الموضوعات صفحہ ۵۵)

کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد ہے۔ کہ کبوتر بازی کرنا قوم لوط کا فعل ہے۔ (باقی)

اذکروا موتاکم بالخیر

محترم مستری نظام الدین صاحب مرحوم رضؓ

خواجہ خورشید احمد صاحب سیالکوٹی مبلغ سلسلہ

محترم مستری نظام الدین صاحب مرحوم رضؓ آف فیروز والہ ضلع گوجرانوالہ (جو کہ گذشتہ دنوں ربوہ میں وفات پا گئے) آپ کے اخلاق و اطوار اور دیگر اوصاف اس امر کی شہادت دیتے تھے۔ کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کے بعد اپنے اندر ایک نیک اور نمایاں تبدیلی پیدا کرلی تھی۔ جب تک یہ بزرگ زندہ رہے اپنے قول و عمل سے ثابت کرتے رہے کہ مومن انسان دیگر عام انسانوں پر ہر لحاظ سے فوقیت رکھتا ہے۔ جن خوبیوں کے یہ مالک تھے ان کا تفصیلاً ذکر کرنا تو طوالت کا باعث ہوگا۔ تاہم کسی قدر ان کے کوائف زندگی درج ذیل کئے جاتے ہیں:۔

محترم مستری نظام الدین صاحب مرحوم رضؓ نے اپنے عالم شباب یعنی قریباً پینتیس برس کی عمر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ کے عہد خلافت (۱۹۱۳ء) میں بعد از تحقیق۔ احمدیت کو شرح صدر کے ساتھ قبول کیا تھا بیان فرمایا کرتے تھے کہ جب میری عمر قریباً پینتیس برس کی ہوئی تو مجھے تحقیق حق کا شوق پیدا ہوا۔ اس زمانہ میں فروز والا میں حضرت ماسٹر چوہدری رتن الدین صاحب رضؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بحیات تھے۔ انہوں نے مجھے پیغام احمدیت پہنچایا میں اکثر ان کی صحبت میں بیٹھتا اور ان کی عملی زندگی کا مشاہدہ کرتا رہتا۔ جو کہ قابل رشک تھی۔ سچ جانئے۔ ان کی اس روحانی زندگی ہی نے مجھ پر جادو کا سا اثر کیا اور ان کے بیان کردہ دلائل و براہین میں وہ مقناطیسی طاقت موجود تھی۔ کہ جس کے باعث بالآخر مجھے احمدیت جیسی نعمت روحانیہ نصیب ہوگئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

قبول احمدیت کے باعث محترم مستری صاحب رضؓ کی شدید مخالفت شروع ہوگئی۔ ان کی والدہ مرحومہ (محترمہ فضل بی بی صاحبہ) تو احمدی تھیں۔ لیکن انکے والد حاجی مستری حسن محمد صاحب رضؓ احمدیت کے شدید معاند تھے۔ متعدد دفعہ انہوں نے محترم مستری صاحب رضؓ کو سلسلہ حقہ کے قبول کرنے کے باعث زدوکوب کیا۔ اور دیگر غیر احمدی رشتہ داروں کی طرف سے بھی شدید مخالفت کی گئی اور مولویوں سے کفر کے فتوے ان پر لگوائے گئے یہاں تک کہ بالآخر مجبوری محترم مستری صاحب رضؓ کو کئی بار اپنا وطن چھوڑنا پڑا اور آپ قادیان چلے جاتے رہے۔ وہاں بزرگان سلسلہ اور دیگر دوستوں سے ملاقات کرکے اور درس و تدریس سنکر ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا رہا۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے بہت دفعہ حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان فرمودہ درس الحدیث سنے ہیں۔ جب میں یہ درس سنتا تھا تو مجھ پر وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ۔ درس اور بصیرت افروز تقاریر کا جو ان پر اثر ہوتا فرمایا کرتے تھے کہ اس کا اظہار کرنے سے میری زبان قاصر ہے۔

غرض شدید مخالفت کے باعث محترم مستری صاحب رضؓ متعدد بار قادیان چلے جاتے رہے۔ اور وہاں کچھ عرصہ قیام کرنے کے بعد اس نیت سے واپس اپنے وطن لوٹ آتے رہے کہ میں اپنے غیر احمدی رشتہ داروں اور دیگر لوگوں کو احمدیت جیسی نعمت عظمیٰ سے شناسا کرادوں۔ جب تک مرحوم رضؓ زندہ رہے۔ دیگر رشتہ داروں اور ان کی اولاد کی طرف سے مخالفت کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ لیکن یہ شدید مخالفت حق سے انہیں برگشتہ نہ کرسکی

محترم مستری نظام دین صاحب مرحوم رضؓ بظاہر بے علم انسان تھے۔ لیکن سلسلہ روحانیت میں داخل ہونے کے بعد ان کی معلومات دینیہ اس قدر بڑھ گئی تھیں کہ کوئی اجنبی شخص ان کی گفتگو سنکر یہ اندازہ نہیں لگا سکتا تھا۔ کہ آپ بے علم انسان ہیں۔ قرآن کریم کی کئی ایک آیات متعدد احادیث۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالجات۔ درثمین کے بہت سے اشعار انہیں خوب یاد تھے۔ تبلیغ کا انہیں بیحد شوق تھا۔ نہ صرف اپنے قصبہ میں بلکہ قرب و جوار کی کئی ایک بستیوں میں جاکر پیغام احمدیت سعید روحوں تک پہنچاتے اور تبلیغ کے میدان میں ایک نڈر مجاہد تھے۔ اور اس مضمون کی عملی تصویر تھے کہ ؎

مانے نہ مانے کوئی تبلیغ کئے جاؤ

بھیجا ہے جو مولیٰ نے پیغام دئے جاؤ

ان کی زبان پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر اکثر رہا کرتا تھا کہ ؎

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج

جس کی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار

خاکسار کے ہمراہ اکثر اوقات بغرض تبلیغ گرد و نواح کے مقامات پر جاتے رہے۔ ان کے تبلیغی شوق کا کسی قدر اس سے اندازہ لگ سکتا ہے کہ انہوں نے خرید کر کے سلسلہ کی متعدد کتب مجلد صورت میں رکھی ہوئی تھیں جو وہ تعلیمیافتہ غیر از جماعت لوگوں کو مطالعہ کے لئے دیتے رہتے تھے۔ مرکز سے آمدہ ٹریکٹوں کی اشاعت میں بھی ہمہ تن مصروف رہتے تھے۔

اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کسی سے سنا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ درازی عمر کا ایک مفید اور تجربہ شدہ نسخہ یہ ہے کہ انسان تبلیغ دین میں لگا رہے۔

انہوں نے اپنی رہائش گاہ پر بطور "بیت الدعا" ایک مخصوص جگہ کی ہوئی تھی۔ جس میں وہ نوافل ادا کیا کرتے تھے اور اسلام و احمدیت کی ترقی اور کامیابی کے لئے دعائیں کرنا اپنا فرض قرار دیتے تھے۔ پنجگانہ نماز بالالتزام مسجد احمدیہ میں ادا کرتے اور بالعموم نماز فجر اور عصر کے بعد دیر تک بیٹھے ذکر الٰہی میں مصروف رہتے۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنا ان کی گویا روحانی غذا تھی۔ دعاؤں پر کامل یقین رکھتے تھے گذشتہ دنوں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی علالت کی خبر سنکر ان کی طبیعت پر خاص اثر ہوا۔ حضور کی صحت کاملہ کے لئے خود کثرت سے دعائیں کرتے اور اکثر احباب جماعت کو تحریک فرماتے کہ وہ دردِ دل سے حضور کے لئے دعائیں کریں صدقہ کی تحریک پر سب سے پہلے لبیک کہا اور خاکسار کے ساتھ احمدی دوستوں کے مکانوں پر پہنچکر زن و مرد سے صدقہ وصول کیا۔

سلسلہ کی بے لوث خدمات کرنا اپنے لئے عین سعادت قرار دیتے تھے باوجودیکہ سیکرٹری مال کا عہدہ ان کے پاس نہ تھا پھر بھی احباب جماعت سے چندہ وصول کرکے سیکرٹری صاحب مال مقامی کو دیتے اور ان سے رسیدیں لے کر چندہ دہندگان تک پہنچاتے اور جب کبھی دوسروں کو نیکی کی تحریک کرتے ان کی زبان پر قرآنی آیت لما تقولون ما لا تفعلون ہوتی اور فرماتے کہ دیکھو میں نے پہلے لبیک کہا ہے پھر دوسروں کو تحریک کرتا ہوں مرکز کی طرف سے جو بھی تحریک آتی دیگر دوستوں سے پہلے اس پر اپنی حیثیت سے بڑھ کر لبیک کہتے۔ چنانچہ آپ نے وفات پانے سے کچھ عرصہ قبل تحریک جدید دفتر دوم کے گیارھویں سال کا چندہ بطور پیشگی ادا کردیا اسی طرح حصہ آمد کی ادائیگی بھی ہبہ کی صورت میں اپنی زندگی میں ادا کرگئے۔ آپ نے ۱۹۲۳ء میں وصیت کی تھی۔ اور آپ کا وصیت ۱۵۸۱ تھا۔

مرکز سلسلہ سے بھی بہت محبت تھی۔ چنانچہ وفات سے چند روز قبل ایک دن فرما رہے تھے کہ خدا تعالیٰ کا مجھ پر یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے مجھے مرکز احمدیت قادیان اور دار الہجرت (مرکز ثانی) ربوہ میں بہت دفعہ جلسہ سالانہ اور دیگر مواقع پر جانے کی توفیق بخشی ہے۔ اس امر کا خوشی سے اظہار فرماتے کہ میں نے پانچ سال قادیان میں اور دو سال ربوہ میں جاکر ماہ صیام کے مقدس ایام گذارے ہیں اور روزوں کی ادائیگی کی ہے یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ مرکز میں درس القرآن سنکر میری روح کو تازگی اور ایمان کو زیادتی حاصل ہوتی رہی۔ ایسے امور کو بیان کرتے وقت ان کے چہرہ پر روحانیت کا ایک عجیب اثر دکھائی دیا کرتا تھا۔ جس کے دیکھنے سے قریب بیٹھا ہوا انسان متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔

ایک دن میرے سوال کرنے پر کہ آپ کی زندگی میں روحانی تبدیلی کا اصل باعث کیا ہے؟ فرمانے لگے درحقیقت مامور ربانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبول کرنے اور ان کی مقدس تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے مجھ میں یہ تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ ورنہ مجھ میں کونسا وصف تھا کہ جو خدا تعالیٰ کو پسند آیا اور اس نے مجھے اپنے دین کا والہ و شیدا بنا دیا۔

یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ لوگ مجھے کہا کرتے ہیں۔ کہ اگر تو احمدی نہ ہوتا تو تیرے زہد و اتقا اور اوصاف حمیدہ کی وجہ سے ہم تجھے ولی اللہ قرار دیتے۔ جواباً میں کہا کرتا ہوں۔ کہ میری زندگی میں روحانی انقلاب کا باعث تو احمدیت ہی ہوئی ہے۔ پھر میں خدا تعالیٰ کی اس بیش قیمت نعمت (احمدیت) کو ترک کرکے اپنی عاقبت کیوں برباد کرلوں۔

وفات سے چند یوم قبل مکرم چوہدری محمد شریف صاحب پریذیڈنٹ جماعت مقامی سے (جن کے ہاں اولاد کی مخالفت اور عدم توجہی کے باعث زندگی کے آخری ایام میں کھانا کھایا کرتے تھے) متعدد بار کہا کہ اب مجھے ربوہ چلے جانا چاہیئے۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ میرا آخری وقت آپہنچا ہے۔ اگر میں فروز والا میں وفات پا گیا تو میری نعش کو ربوہ میں کون پہنچائے گا۔ خاکسار کو بھی کہا کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ربوہ میں ہی وفات دے اور وہیں میرا مدفن ہو۔ ان کے بار بار اصرار کرنے پر محترم چوہدری صاحب نے حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم اے سلمہ اللہ تعالیٰ کے نام انہیں ایک چٹھی لکھدی جس میں چوہدری صاحب نے حضرت میاں صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ محترم مستری صاحب ایک نیک سیرت انسان ہیں روحانی آدمی ہیں۔ ان کی اولاد میں

(باقی صفحہ ۶ پر)

لازمی چندوں کی ادائیگی کے متعلق ضروری اعلان

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے ہر فرد جماعت پر بعض ذمہ واریاں عاید ہوتی ہیں ان میں سے ایک ذمہ واری یہ ہے کہ اپنی آمد کا خاص حصہ مرکز میں بھجواتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ایک بڑا طبقہ اپنی اس ذمہ واری کو بطریق احسن پورا کر رہا ہے۔ لیکن کئی دوست ایسے ہیں جو سستی دکھاتے ہیں یا بعض بالکل ادا نہیں کرتے۔ جس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ ایسے احباب جماعت کے ساتھ چلنے کو تیار نہیں۔ کیونکہ جماعت کے ساتھ چلنے کے لئے جس قربانی کی ضرورت ہے اس میں وہ حصہ نہیں لیتے۔

مؤخر الذکر احباب کے لئے قانون یہ ہے کہ ان کو ہر طرح سے اور ہر ممکن ذریعہ سے ترغیب دی جائے کہ وہ اپنی اصلاح کر لیں۔ اگر وہ پوری شرح سے چندہ دینے سے واقعی معذور ہوں تو اپنی معذوری بیان کر کے کم شرح سے چندہ دینے کی منظوری حاصل کر لیں۔ لیکن اگر باوجود ہر قسم کی کوشش کے اپنی اصلاح کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ تو ان کی رپورٹ نظارت امور عامہ میں کی جائے اور نظارت بیت المال کو اس کی اطلاع دی جائے۔ اس ضمن میں یہ امر واضح رہے کہ اس قسم کے نادہندوں کی رپورٹ کرنا عہدیداران جماعت کا فرض ہے اور اگر وہ اس میں کوتاہی کریں تو وہ ایسے افراد کے بجٹ کو پورا کرنے کے ذمہ وار ہوتے ہیں۔

میں اس اعلان کے ذریعہ عہدیداران جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ نادہندگی کے مرض کو دور کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنے کے لئے اپنی ذمہ واریوں کو سمجھیں اور اس کے مطابق عمل درآمد کریں۔

ناظر بیت المال ربوہ

عید فنڈ

عید فنڈ کی مد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک سے قائم شدہ ہے اس زمانہ میں اس فنڈ میں عیدین کے موقعہ پر ہر ایک کمانے والے سے کم از کم ایک روپیہ فی کس کے حساب سے وصول کیا جاتا تھا۔ لیکن اب ایک عرصہ سے احباب جماعت اس چندہ کی اہمیت کو نظر انداز کرتے جا رہے ہیں۔ چونکہ اس مد سے بعض ضروری اخراجات وابستہ ہیں اس لئے جماعت کے تمام عہدہ داروں کو چاہیئے کہ اس کی وصولی کا خاطر خواہ انتظام فرمائیں۔ ایک روپیہ کی شرح اس وقت مقرر ہوئی تھی جب آمدنیوں کی مقدار بہت کم تھی اور روپے کی قیمت اس وقت کے مقابلہ میں بہت زیادہ تھی اس وقت مخیر اور خوشحال احباب کو اگر مناسب تحریک کی جائے تو عید کی خوشی میں کمانے والوں کے لئے مبلغ دس یا پانچ روپے اس فنڈ میں ادا کرنا موجب محسوس نہیں ہوگا۔ البتہ غیر مستطیع احباب سے جو کچھ وہ دیں قبول کر لیا جائے۔ اگر یہ چندہ عید سے قبل فطرانہ کے ساتھ ہی وصول کر لیا جائے تو انشاء اللہ خاطر خواہ طریق پر وصول ہو سکتا ہے۔ مگر یاد رہے کہ یہ فنڈ مرکزی ہے۔ اس لئے اس کی کل رقم مرکز میں آنی چاہیئے۔ اس کا کوئی حصہ مقامی طور پر خرچ نہ کیا جائے گا۔

ناظر بیت المال ربوہ

بیعت کے الفاظ

"قرآن کریم اور حدیث کے پڑھنے پڑھانے یا سننے میں کوشاں رہوں گا"

کیا آپ ان الفاظ پر عمل کر رہے ہیں؟ جماعت احمدیہ میں داخل ہوتے وقت ہم نے یہ عہد کیا تھا ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے کہ جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کے بعد ہم نے کس حد تک اس پر عمل کیا ہے اس عہد کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر جماعت میں قرآن کریم کا درس باقاعدہ جاری کیا جائے۔ حدیث کا درس جاری کیا جائے۔ کیا آپ کی جماعت میں قرآن کریم اور حدیث کے درس کا انتظام ہے؟

مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ

شعبہ خدمتِ خلق

شعبہ خدمت خلق نے حضرت امیر المومنین کے ارشاد عالی کے ماتحت مجلس شوریٰ نے اپنے اجتماع ۵۴ کے موقعہ پر یہ تجویز منظور کی تھی کہ ہر خادم ایک آنہ ماہوار اس مد میں دیا کرے گا لیکن اب تک بہت تھوڑی مجالس کی طرف سے اس چندہ کے بارہ میں فراہمی کی رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ براہ مہربانی مجالس اس طرف توجہ فرمائیں اور مرکز میں اطلاع بھی بھجوائیں کہ کس حد تک کامیابی ہو رہی ہے

مہتمم خدمت خلق مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

امانت خاص

اور

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کا اقتباس

حضور نے اپنے پیغام رقم فرمودہ ۱۱ مارچ ۱۹۵۵ء میں قادیان میں جو امانت فنڈ کھولا گیا تھا۔ اس کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:-

"اگر اب بھی دوست میری بات مانیں گے تو انشاء اللہ بڑی بڑی برکتیں حاصل کریں گے ...... صدر انجمن اور میں انشاء اللہ تعالیٰ ذاتی طور پر ان امانتوں کے واپس کرنے کے ذمہ وار ہوں گے ..... روپیہ کا گھر میں پڑے رہنا یا سونے کی صورت میں عورتوں کے پاس رہنا قومی ترقی کے لئے روک ہے۔ اس لئے اپنی اولادوں کی ترقی کی خاطر ان کی تعلیم اور پیشوں کی خاطر اپنی آمدن میں سے تھوڑی ہو یا بہت پس انداز کرنے کی عادت ڈالیں اور امانت کے طور پر تحریک جدید یا صدر انجمن کے خزانہ میں جمع کراتے رہیں۔ اور اس کا نام "امانت خاص" رکھیں۔"

تمام عہدیداران جماعت احمدیہ، انسپکٹران بیت المال بلکہ دوسرے احمدی احباب جو اخبار الفضل کا مطالعہ فرماتے ہیں حضور کا یہ پیغام جتنے زیادہ سے زیادہ احباب تک پہنچا سکیں پہنچا کر عند اللہ ماجور ہوں اور دوستوں کو تاکید فرمائیں کہ امانت خاص صدر انجمن میں اپنی رقوم افسر صاحب امانت صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے پتہ پر ارسال فرماتے رہیں۔

بعض احباب اپنی ذاتی امانت کی مد سے نکلوا کر "امانت خاص" میں جمع کرانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ حضور کا یہ منشا نہیں۔ بلکہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع شدہ رقوم کے علاوہ جو روپے کسی دوسری جگہ جمع ہوں وہاں سے نکلوا کر یا زیور کی صورت ہو تو فروخت کر کے "امانت خاص" میں جمع کرائے جائیں۔

(نظارت بیت المال)

انیس سالہ بقایا اور نام درج فہرست ہونے کی اطلاع

مجلس مشاورت پر دفتر میں تشریف لا کر انیس سالہ حساب دیکھنے والے بعض احباب نے فرمایا کہ ہم تو اپنا انیس سالہ بقایا دے چکے ہیں۔ دفتر کیوں مطالبہ کرتا ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا کہ واقعی وہ دے چکے ہیں۔ لیکن رقم مقامی سیکرٹری کی غلطی سے ان کے آئندہ سالوں میں یا دفتر دوم میں پڑ گئی۔ اس پر درستی تو اب کر دی جاتی ہے مگر

"دفتر وکیل المال تحریک جدید نے انیس سالہ بقایا کے بارہ میں پہلے بھی اعلان شائع کیا ہے اور اب پھر لکھا جاتا ہے کہ مقامی سیکرٹری صاحبان یا اگر کوئی براہ راست تحریک جدید کا چندہ ارسال کریں (تحریک جدید کا چندہ براہ راست مرکز میں ارسال کرنے کی اجازت ہے) تو اگر وہ دفتر اول کا بقایا ہے تو لفظ "بقایا جات تحریک جدید" یا "بقایا دفتر اول" یا صرف "بقایا جات" لکھنا چاہیئے۔ جن سالوں کا بقایا ہوگا دفتر خود ان سالوں میں اندراج کرے گا۔ اور تمام فہرست میں اندراج کر کے اطلاع کرے گا۔ کئی مثالیں ایسی ہیں کہ تھا تو بقایا دفتر اول کا تا کہ ان کے انیس سال پورے ہوں۔ مگر اندراج غلط ہونے کے سبب بقایا کا مطالبہ ہوتا ہے تو جو دے چکے ہوتے ہیں ان کو دفتر پر بجا شکایت ہوتی ہے۔ حالانکہ غلطی داخل کرنے والوں کی ہوتی ہے۔ پس آئندہ دفتر اول کا بقایا ارسال کرتے ہوئے "بقایا جات" یا "بقایا جات دفتر اول" یا "بقایا جات تحریک جدید" لکھنا ضروری ہے تا کہ معطی کو انیس سالہ حساب کے وصول ہونے اور نام درج فہرست کر دینے کی اطلاع کی جا سکے۔

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

درخواست دعا

(۱) شیخ محمد علی صاحب انبالوی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ منڈی چوہڑکانہ چند یوم سے نزلہ و بخار سے بیمار رہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین

شیر علی ظفر انبالوی چوہڑکانہ منڈی ضلع شیخوپورہ

دعائے مغفرت

مؤرخہ ۲۹ اپریل ۱۹۵۵ء بروز جمعۃ المبارک رات کو بوقت سحری خاکسار کی والدہ محترمہ مرحومہ دو ماہ بیمار رہ کر وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب مرحومہ کی بلندی درجات اور پسماندگان کے صبر جمیل کیلئے دعا فرمائیں۔ عبد الحکیم سیکرٹری تبلیغ اوکاڑہ ضلع منٹگمری

فدیۂ رمضان

امسال فدیۂ رمضان کے سلسلہ میں ذیل کی رقوم لنگرخانہ میں براہ راست یا بتوسط دفتر محاسب احباب کرام کی طرف سے موصول ہوئی ہیں۔ فہرست بطور رسید شائع کی جاتی ہے۔ اور دعا کی جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و رحم سے فدیہ قبول فرمائے۔ اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق بخشے۔ ہر آفت اور مصیبت سے محفوظ رکھتے ہوئے ترقیات کے دروازے کھول دے۔ اسکی تعمیل میں بعض مستحقین کو لنگر خانہ سے کھانا دیا جا رہا ہے۔ اور بعض غرباء و معذورین کو رقوم نقدی کی صورت میں تقسیم کر دی گئی ہے۔

فہرست فدیہ رمضان

(۱) مکرم خان صاحب منشی برکت علی صاحب ربوہ فدیہ صیام ۱۵ — ۰ — ۰
(۲) ″ ڈاکٹر لعل محمد صاحب بہاول پور ″ ۱۵ — ۰ — ۰
(۳) ″ غلام محمد صاحب گھڑی ساز حافظ آباد ″ ۱۵ — ۰ — ۰
(۴) ″ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب اوکاڑہ ″ ۲۰ — ۰ — ۰
(۵) ″ چودھری محمد سعید صاحب ہیرا آباد سندھ ″ ۳۰ — ۰ — ۰
(۶) مکرم چودھری عبدالعزیز صاحب کالرہ اسٹیٹ سرگودھا ″ ۲۰ — ۰ — ۰
(۷) مکرم ڈاکٹر محمد رمضان صاحب ربوہ ″ ۱۵ — ۰ — ۰
(۸) ″ ملک شیر بہادر خان صاحب خوشاب ″ ۱۵ — ۰ — ۰
(۹) مکرمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر گوہر دین صاحب فروکہ ضلع شاہپور ″ ۱۵ — ۰ — ۰
(۱۰) مکرم عبداللہ خان صاحب عٹ ہیئر پیرکس کراچی ″ ۳۰ — ۰ — ۰
(۱۱) مکرمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر محمد بشیر صاحب لاہور فدیہ صیام ۶۰ — ۰ — ۰
(۱۲) ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ (صدقہ بکرا) ۳۰ — ۰ — ۰
(۱۳) مکرم مرزا رب لداد احمد خان صاحب چکوال فدیہ صیام ۱۵ — ۰ — ۰
(۱۴) مکرمہ بیگم صاحبہ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ۱۵ — ۰ — ۰
(۱۵) مکرم خیر دین صاحب آڑھتی بدوملہی سیالکوٹ ″ ″ ۲۹ — ۱۰ — ۰
(۱۶) ملک امام دین صاحب چارکول مرچنٹ کراچی نمبر ۳ ۳۰ — ۰ — ۰

(افسر لنگرخانہ ربوہ)

اذکروا موتاکم بالخیر (بقیہ صفحہ ۵)

اور دیگر رشتہ دار بوجہ احمدیت کے ان کے مخالف ہیں۔ ان کی خواہش ہے۔ کہ بقیہ چند ایام زندگی ربوہ کی مقدس سرزمین میں گذاریں، لہٰذا براہِ کرم ان کی رہائش اور طعام کا مہمانخانہ میں انتظام کرنے کی افسر صاحب مہمان خانہ کو ہدایت فرماویں۔ وغیرہ۔ اس قسم کی چٹھی لے کر محترم مستری صاحب رضؓ ۱۹ر مارچ کو عازم ربوہ ہوئے۔ وہاں پہنچکر مہمان خانہ میں رہائش اختیار کی۔ اور ابھی ہفتہ عشرہ ہی ہوا تھا۔ کہ بغیر کسی قسم کی ظاہری تکلیف کے ۸ر اپریل بروز جمعۃ المبارک بوقت چار بجے شام ۷۶ برس کی عمر میں اپنے مالک حقیقی کے پاس پہنچ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محترم مستری نظام الدین صاحب مرحوم رضؓ نے تین فرزند چھوڑے ہیں۔ بزرگان سلسلہ اور دیگر احباب جماعت دعا فرماویں۔ کہ مولیٰ کریم ان ہر سہ نوجوانوں کو محترم مستری صاحب مرحوم رضؓ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ اور انہیں بھی اپنی نعمت روحانیہ (احمدیت) سے نوازے۔ اور مرحوم کے اخلاق و اطوار اور دیگر اوصاف کا حامل بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

فرانسیسی فوج اور مظاہرین میں جھڑپیں

سائیگاؤں ۹ر مئی۔ یورپی علاقہ میں مظاہرین اور فرانسیسی سپاہیوں میں جھڑپوں کے بعد چالیس ہزار فرانسیسی سپاہی یورپی علاقہ کی حفاظت پر مامور کر دیئے گئے ہیں۔ حکومت نے ان جھڑپوں کو روکنے کے لئے تمام حفاظتی انتظامات کر لئے ہیں۔ کل مظاہرین کو منتشر کرنے کے لئے پولیس نے لاٹھی چارج بھی کیا۔ حکومت نے اس علاقہ میں کرفیو نافذ کر دیا ہے۔

مغربی یورپی یونین کا قیام

پیرس ۹ر مئی۔ کل سے مغربی یورپی یونین باقاعدہ طور پر معرضِ وجود میں آگئی ہے۔ اس یونین میں امریکہ۔ فرانس۔ برطانیہ۔ بلجیم۔ لکسمبرگ اور اٹلی کے علاوہ مغربی جرمنی بھی شامل ہے۔ برطانوی وزیر خارجہ مسٹر میکمیلن نے بتایا۔ کہ یونین کا ہیڈ کوارٹر لنڈن میں ہو گا۔

برطانیہ میں انتخابات

جو شخص بھی ویسٹ منسٹر میں برطانوی پارلیمنٹ میں نشست حاصل کرنا چاہتا ہو۔ اسے جلد یا بدیر ایک سخت آزمائش سے گزرنا پڑتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ایک پبلکن کمیٹی اس امر کا فیصلہ کرتی ہے کہ آیا اسے بھی امیدوار منتخب کیا جائے یا نہیں۔

یہ پبلکن کمیٹیاں جو ۲۶ر مئی کو شروع ہونے والے عام انتخابات کے سلسلے میں اسے امیدواروں کا انتخاب مکمل کر چکی ہیں نو واردان سیاست کی سخت آزمائش کا باعث ہوتی ہیں۔ تجربہ کار سیاست دانوں کے نزدیک کمیٹی کے ان ممبروں کو راضی کرنا اتنا ہی مشکل ہے۔ جتنا خود رائے دہندگان کی حمایت حاصل کرنا۔ اندازہ ہے۔ کہ دس میں سے صرف ایک امیدوار منتخب کیا جاتا ہے۔

اگرچہ مختلف سیاسی پارٹیوں کے انتخاب کے طریقے کسی قدر مختلف ہیں۔ پھر بھی قدامت پسند لیبر اور لبرل پارٹیوں کو کم و بیش ان پبلکن کمیٹیوں کے صحیح فیصلوں پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ اور گذشتہ برسوں میں ان کمیٹیوں کے فیصلے ان کی کامیابی پر بہت حد تک اثر انداز ہوئے ہیں۔ وہ دن گئے۔ جب کسی با اثر سیاست دان یا عوامی شخصیت کا ایک لفظ کسی امیدوار کے انتخاب کے لئے کافی ہوتا تھا۔ اب تو کسی امیدوار کے انتخاب کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ کہ وہ شکی مزاج تجربہ کار ججوں کو مطمئن کر دے۔ کہ وہ ان کی حمایت کا اہل ہے۔ اگرچہ برطانیہ میں لوگ دوسرے یورپی ممالک کی بہ نسبت سیاسیات میں کم عملی دلچسپی لیتے ہیں۔ پھر بھی امیدواروں کی کوئی کمی نہیں ہوتی۔ بعض حلقوں میں تو ہر پارٹی کے ہیڈ کوارٹرز کو ایک سو کے لگ بھگ درخواستیں یہ معلوم ہونے پر ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کی طرف سے موصول ہوتی ہیں۔ کہ کوئی مقامی نشست خالی ہونے والی ہے۔ ان میں سے نصف امیدوار کو شروع ہی میں رد کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ لوگ وہ ہوتے ہیں۔ جن کا کوئی خاص مقصد ہوتا ہے۔ یا محض یہ لوگ سیاسیات کی ظاہری دلکشی سے متاثر ہو کر اپنے نام بھیج دیتے ہیں لیکن سخت محنت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔

باقی میں سے شاید صرف آٹھ یا نو اس امر کے مستحق ہوتے ہیں۔ کہ ان کے فارموں پر سنجیدگی سے غور کیا جائے۔ اور ان درخواست دہندگان کو وقت پر اپنی پارٹی کی پبلکن کمیٹی کے سامنے پیش ہو کر یہ ثابت کرنا ہوتا ہے۔ کہ وہ انتخاب میں کامیابی حاصل کرنے کی توقع کیوں کرتے ہیں۔ اور انہیں منتخب کیا جائے تو کیوں؟

بہت سے سیاست دانوں کا کہنا ہے۔ کہ پوری انتخابی مہم کا مشکل ترین حصہ یہ ہے۔ اس کے مقابلے میں ایک پبلک جلسے میں گڑبڑ کا مقابلہ کرنا بہت آسان ہے۔ سوالات کی بوچھاڑ کرنے والوں کو کوئی تیز قسم کا جواب یا محض مزاحیہ حملہ خاموش کرنے کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ لیکن پبلکن کمیٹی کے ارکان کو جو تیز قسم کے جواب یا لطیفہ بازی کے قائل نہیں ہوتے۔ تسلی بخش قسم کا جواب دے کر مطمئن کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

یہ سوالات عام طور پر امیدوار کو پریشان کرنے والے ہوتے ہیں۔ انتخاب کرنے والے ایک موضوع سے دوسرے موضوع اور غیر متعلقہ سوالات کے ذریعہ امیدواروں کی حاضر دماغی اور علم کا امتحان لیتے ہیں۔

لنکا شائر کی کپاس کی صنعت کو مشکلات کیوں درپیش ہیں؟ گوشت اتنا مہنگا کیوں ہے۔ عالمی امن کے لئے خطرہ کیوں ہے۔ اگر کسی امیدوار کو پارلیمانی امیدوار کے طور پر منتخب ہونا ہے۔ تو اسے ان سوالات کا جواب جلد از جلد دینا ہوگا۔ اگر کوئی امیدوار ان سوالات کا جواب دینے میں ہچکچاہٹ کا اظہار کرے۔ تو یہ سمجھیے کہ اس کے منتخب ہونے کا امکان کوئی نہیں۔ ریپبلکن کمیٹی کے ارکان جان بوجھ کر اس آزمائش کو مشکل تر بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر مقامی پارٹی کے ارکان کو اس امر کا یقین نہ ہو کہ ان کے سرکاری امیدوار کی کامیابی کا کوئی امکان ہے۔ تو وہ انتخابات کے سلسلے میں سرگرمی سے حصہ نہیں لیتے۔ اگر امیدوار کو ریپبلکن کمیٹی کی حمایت حاصل ہو جائے۔ تو اس کی نامزدگی کی منظوری پارٹی کی مقامی شاخ سے حاصل کرنی ہوتی ہے۔ اس مقصد کے لئے ایک خاص اجلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس میں امیدوار انتخابی تقریر کرتا ہے۔ اس کے بعد اس پر سوالات کئے جاتے ہیں۔ جس میں خود اس کی پارٹی کے ارکان مخالف پارٹی کے ارکان کے ہتھکنڈے اختیار کرتے ہوئے اسے مختلف سوالات یا مذاق سے پریشان کرتے ہیں۔

یہ ماحول عام طور پر اتنا مخالفانہ ہوتا ہے۔ کہ صرف ایک ٹھنڈے مزاج کا مقرر ہی اس آزمائش میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

سوپ بکس کا ڈراما: پارٹی کی بعض مقامی شاخیں اس حد تک چلی جاتی ہیں۔ کہ جو اپنے امیدوار کو ایک سوپ بکس یا کسی دوسرے چبوترے پر کھڑا کر

قبائلیوں کے متعلق پاکستان کی پالیسی بڑی کامیاب ہے

افغانستان کے رویہ پر سٹیٹسمین کی نکتہ چینی

نئی دہلی ۹ مئی۔ ہندوستان کے موقر اخبار "سٹیٹسمین" نے افغانستان اور پاکستان کے باہمی تعلقات کے سلسلہ میں حالیہ واقعات کے متعلق افغان حکومت کے رویے پر نکتہ چینی کی ہے۔ اس اخبار نے کل اپنے اداریہ میں لکھا ہے۔ کہ کابل میں پاکستانی سفارت خانہ کو ۳۰ مارچ کو جن حالات سے دو چار ہونا پڑا۔ انہیں بین الاقوامی تعلقات کے سلسلہ میں جتنا سنگین قرار دیا گیا ہے۔ افغان حکومت اس سے پوری طرح آگاہ نہیں ہے۔ اخبار نے لکھا ہے۔ "یہ بات ظاہر ہے۔ کہ کابل کے مظاہرے افغانستان کے وزیر اعظم کی نشری تقریر کے بعد ہوئے۔ جس میں انہوں نے مغربی پاکستان کے لئے پاکستان کی ایک یونٹ کی تجویز کے خلاف احتجاج کیا تھا۔"

"سٹیٹسمین" نے موجودہ کشیدگی کا پس منظر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ جولائی ۱۹۴۷ء میں افغان حکومت نے برطانوی حکومت اور غیر منقسم ہندوستان کی حکومت سے کہا تھا۔ کہ سرحد کے لوگوں کو اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے کے لئے چھوڑ دیا جائے۔ اس وقت کانگرس اور مسلم لیگ کے حلقوں میں افغانستان کی اس حرکت کو مداخلت بے جا قرار دیا گیا تھا۔ ۱۹۴۹ء میں برطانوی حکومت نے اعلان کیا تھا۔ کہ پاکستان بین الاقوامی قانون کے مطابق اپنے علاقہ پر انہی حقوق اور فرائض کا حامل ہے۔ جن کی حکومت ہند حامل تھی۔ اور یہ اصول بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اگر اسے نظر انداز کرکے آزاد وسط ایشیا اور جنوب مشرقی ایشیا میں پرانے صلحناموں اور حدبندیوں کو زیر بحث لایا جائے۔ تو پھر بے حد شر و فساد پیدا ہو جائے گا۔

اخبار "سٹیٹسمین" نے لکھا ہے۔ "افغانستان جن باشندوں کی حمایت کا دعویٰ کرتا ہے۔ آخر اس کے پاس اس حمایت کو حق بجانب قرار دینے کے لئے کیا دلیل ہے۔ یہ بات آج تک واضح نہیں ہو سکی۔ صوبہ سرحد کی مقررہ حدود سے باہر گذشتہ ۹ سال سے جو قبائلی آباد ہیں وہ اپنی خواہشات کے اظہار میں کبھی پیچھے نہیں رہے۔ اور صوبہ سرحد میں آباد قبائلی پٹھان تو سیاسی لحاظ سے کافی بیدار ہیں۔ انہیں کسی طرح بہلایا نہیں جا سکتا۔ اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے۔ تو زمانہ قبل از جنگ کی پالیسی کے مقابلہ میں قبائلی علاقوں کے متعلق پاکستان کی پالیسی کہیں زیادہ کامیاب ثابت ہوئی ہے کیونکہ اس زمانہ میں تو غیر منقسم ہندوستان کے خزانے سے بھاری رقوم ان مہموں پر خرچ کی جاتی تھیں جو وقتاً فوقتاً ...

ربوہ کا موسم

ربوہ ۹ مئی۔ گذشتہ دو روز سے یہاں مطلع ابر آلود ہے کل اتوار کے روز دن کے وقت بھی اور رات کو بھی گاہے ہلکی اور گاہے تیز بارش ہوتی رہی۔ آج صبح ابھی مطلع پوری طرح صاف نہیں ہے۔ بارش کی وجہ سے موسم میں بہت حد تک خنکی ہے۔

دیتی اور اسے کہتی ہیں کہ وہ حاضرین سے خطاب کرے۔ یقیناً یہ ایک مقرر کی خود اعتمادی کا سخت امتحان ہوتا ہے۔ لیکن پارٹیوں کے مرکزی دفاتر نے اب مقامی شاخوں کو یہ بتا دیا ہے۔ کہ وہ اس طریقۂ کار کی سراسر حامی نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کی رائے میں یہ آزمائش بہت سخت اور امیدواروں کو اپنے نام پیش کرنے سے روکنے والی ہے۔ جونہی ایک امیدوار کو پارٹی برانچ کی طرف سے منتخب کر لیا جائے۔ اس کا نام لندن میں پارٹی کے ہیڈ کوارٹرز کو آخری منظوری کے لئے بھیج دیا جاتا ہے۔ لیکن اس کی حیثیت ایک رسمی کارروائی سے زیادہ نہیں ہوتی۔ کیونکہ پارٹی لیڈر ہمیشہ اپنی شاخ کے عہدیداروں کا فیصلہ تسلیم کر لیتے ہیں۔

۶۲۵ حلقوں میں سے بہت سوں کے لئے ۱۹۵۵ء کے انتخاب کے اعلان سے بہت پہلے امیدواروں کا انتخاب کر لیا گیا ہے۔ منتخب ارکان پارلیمنٹ عام طور پر دوبارہ نامزد کر دیئے جاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی انہیں سیلیکشن کمیٹیوں کو یہ بتانا ہوتا ہے۔ کہ پچھلے سیشن میں انہوں نے کیا کام کیا۔ اگر یہ کام غیر تسلی بخش خیال کیا جائے۔ تو انتخاب کنندگان کو اس امر کی پوری آزادی ہوتی ہے۔ کہ وہ موجودہ رکن پارلیمنٹ کا نام مسترد کر دیں۔ اور کسی نئے امیدوار کو چن لیں۔ چونکہ مقامی رائے کو امیدوار کے انتخاب میں بہت زیادہ دخل ہوتا ہے۔

عام لوگ کسی امیدوار کی نامزدگی کے سلسلے میں ہونے والی کارروائی سے بہت کم دلچسپی لیتے ہیں۔ ان کا تعلق صرف مخالف پارٹیوں کے نمائندوں کے حسن و قبح سے ہوتا ہے۔ بہرحال اس سلسلہ میں ایک نوجوان امیدوار کا یہ قول دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔ کہ اگر مجھے پارلیمنٹ کی رکنیت حاصل کرنے کے لئے کافی ووٹ نہ بھی ملیں۔ تو بھی کیا کم ہے۔ کہ مجھے میری پارٹی نے امیدوار منتخب کر لیا ہے۔ اور یہ کامیابی کوئی کم اہمیت نہیں رکھتی۔

(از روزنامہ ملت لاہور)

سویز سے برطانیہ کا انخلاء

قاہرہ ۸ مئی۔ سویز کے متعلق برطانیہ اور مصر کے سمجھوتہ کے مطابق اب تک ۸ ہزار برطانوی سپاہیوں کو سویز کے علاقہ سے نکالا جا چکا ہے۔

پاکستانی صنعت کاروں کو سوڈان میں سرمایہ لگانے کی دعوت

لاہور ۹ مئی۔ وزیر اعظم سوڈان سید اسماعیل الازہری پاکستانی فضائیہ کے کمانڈر انچیف کے طیارے میں کل کراچی سے لاہور پہنچے۔ ہوائی اڈے پر وزیر اعلیٰ پنجاب ملک فیروز خاں نون صوبائی وزراء اور سفارتی نمائندوں نے آپ کا استقبال کیا۔

ہوائی اڈے پر سید اسماعیل الازہری نے اخباری نمائندوں کو بتایا۔ کہ سوڈان کا آئین آئندہ سال جولائی تک مکمل ہو جائے گا۔ آئین پارلیمانی یا صدارتی ہوگا۔ لیکن اس کی نوعیت جمہوری ہوگی۔ مسٹر الازہری نے کہا کہ بنڈونگ کانفرنس خاصی کامیاب رہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس نوعیت کی کانفرنس مناسب وقت پر پھر ہونی چاہیئے۔ مسٹر الازہری نے پاکستانی کارخانہ داروں کو دعوت دی۔ کہ وہ سوڈان میں اپنا سرمایہ لگائیں۔ آپ نے یقین دلایا۔ کہ حکومت سوڈان پاکستانی سرمایہ داروں کو ہر ممکن تحفظ بہم پہنچائے گی۔

برسلز ۹ مئی۔ حکومت بلجیم کے ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ بلجیم نے اپنی تین ڈویژن فوج گھٹا کر دو ڈویژن کر دی ہے۔

عراقی کابینہ میں ردّ و بدل

بغداد ۹ مئی۔ جنرل نوری السعید نے وزارتِ عظمیٰ کا عہدہ سنبھالنے کے بعد پہلی مرتبہ اپنی کابینہ میں ردّ و بدل کیا ہے۔ وزیر مملکت مسٹر برہان الدین کو مسٹر موسیٰ شاہ بندر کی جگہ وزیر خارجہ مقرر کیا گیا ہے۔ مسٹر الیاس تلبی کو وزیر زراعت اور وزیر ترقیات مجید محمود کو وزیر بے محکمہ بنا دیا گیا ہے۔ وزیر انصاف مسٹر محمد علی محمود کو اپنے محکمہ کے علاوہ ترقیات کا محکمہ بھی دیا گیا ہے۔

درخواست دعاء

خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال ہمارے سکول سے ۱۱۵ طلباء سیکنڈری بورڈ (میٹرک) کے امتحان میں شامل ہوئے ہیں۔ گذشتہ سالوں میں سکول کے نتائج خدا تعالیٰ کے فضل سے بہترین رہے ہیں۔ لیکن اب کے میں محسوس کرتا ہوں کہ احبابِ جماعت کی ہمدردانہ دعاؤں کے بغیر سکول کے اعلیٰ معیار کو برقرار رکھنا بہت ہی مشکل ہے۔ اس لئے میں مخلصین جماعت اور بزرگوں سے ملتمس ہوں کہ وہ اپنے سکول کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں جزاھم اللہ

احسن الجزاء

ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ